شذرات

۱۴ / اگست ۱۹۴۷ نہ صرف اسلامی ہند بلکہ پوری اسلامی دنیا کی تاریخ میں ایک اہم ترین دن ہے۔ اس روز دورِ جدید کا سب سے بڑا اسلامی ملک پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا اور ہندوستان کی آزادی اور مسلمانوں کی اکثریت والے علاقوں پر مشتمل مسلم مملکت قائم کرنے کے لیے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی طویل اور شدید جدوجہد کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ مسلمانوں نے بہت سی عظیم الشان سلطنتیں قائم کیں اور معلومہ دنیا کے بہت بڑے حصہ پر صدیوں تک حکمران رہے اور آج بھی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک ایشیا اور افریقہ کے نہایت وسیع اور اہم علاقوں میں ان کی سلطنتیں قائم ہیں، لیکن پاکستان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے اسلامی نظریۂ حیات کی تجدید کو اپنا نصب العین قرار دیا اور اس نظامِ حیات کو روبہ عمل لانے کا جذبہ تمام حلقوں میں کارفرما ہو گیا۔

یہ وہ بنیادی مقصد ہے جو اس برصغیر کے مسلمانوں نے پیش نظر رکھا۔ ۱۹۳۰ میں علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے مسلم مملکت کے قیام کی جو تجویز پیش کی اس میں یہی روح کارفرما تھی، اور جب تحریک پاکستان کی کامیابی کے امکانات روشن ہو گئے اور یہ سوال کیا جانے لگا کہ پاکستان میں کس قسم کا نظام قائم ہو گا تو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں قائد ملت بہادر یار جنگ نے یہ واضح کر دیا کہ "پاکستان ایک انقلاب ہو گا، ایک نشاۃ ثانیہ ہو گی، ایک حیاتِ نو ہو گی، جس میں خوابیدہ تصورات اسلامی ایک مرتبہ پھر جاگیں گے اور حیاتِ اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گی۔" پھر جب پاکستان قائم ہو گیا تو قائد اعظم نے فرمایا کہ "قیامِ پاکستان جس کے لیے ہم گذشتہ دس سال سے جدوجہد کر رہے تھے خدا کے فضل سے آج ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ اپنے لیے صرف ایک مملکت قائم کر لینا ہی ہمارا مقصد نہ تھا بلکہ یہ حصول مقصد کا ذریعہ تھا۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کے مالک ہوں جہاں ہم اپنی روایات اور تمدنی خصوصیات کے مطابق ترقی کر سکیں۔ اور جہاں اسلام کے عدل و

مساوات کے اصولوں کو آزادی سے بروئے عمل لانے کا موقع ملے۔ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے میں ہے جو ہمارے لیے شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی مملکت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اسلامی اصولوں پر رکھیں۔" شہید ملت لیاقت علی خان نے اس تصور کو عملی شکل دینے کے لیے قراردادِ مقاصد پیش کی جس کی تیاری میں شہید ملت اور ان کے سیاسی رفقائے کار کے ساتھ ساتھ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے۔ افسوس کہ اس کے بعد یہ اشتراکِ کار جاری نہ رہا۔ ایک تو علما میں اس قد و قامت کی شخصیت، جس کی تحریک پاکستان میں عملی شمولیت کا سب کو اعتراف ہو، دوسری کوئی نہ تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے حوصلہ، تدبّر اور روحانی پاکیزگی سے سرفراز کیا تھا۔ ان کی بے وقت وفات کے بعد انتہا پسندوں نے غلبہ پایا اور قوم میں اختلافات بڑھ گئے۔ انقلابِ اکتوبر کے بعد تعمیر و ترقی کا نیا دور شروع ہوا، اور اس زمانے میں جو دُور رس اور ہمہ گیر تبدیلیاں ہوئیں ان کا ایک خوش آئند پہلو یہ بھی ہے کہ پاکستان کی آئیڈیالوجی کو پھر وہ اہمیت دی جانے لگی جو اس کو قائداعظم کی زندگی میں حاصل تھی، اور اسلامی عدل و مساوات اور اس کے بنیادی اصول و اقدار کی اساس پر ایک ترقی پذیر مملکت اور معاشرہ کی تعمیر کے لیے راہ پھر ہموار ہو گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کسی معاشرہ میں انقلابی تبدیلیاں کر کے اس کو نئے سانچوں میں ڈھالنا بہت مشکل کام ہے اور اس کے لیے کافی مدّت درکار ہے، لیکن عزم و خلوص اور سمجھ اور دیانت سے جد و جہد کی جائے تو کامیابی یقینی ہے۔

پاکستان کن محرکات و تصورات کی بدولت معرضِ وجود میں آیا، مسلمانوں کے پیشِ نظر کیا مقاصد تھے اور ان کا عمل کیا رہا؟ ان مقاصد کو عملی شکل دینے میں کونسی رکاوٹیں پیدا ہوگئیں اور ان رکاوٹوں کو دُور کر کے منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے کیا تدبیریں کی جائیں، یہ بہت اہم سوالات ہیں اور ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم نے ایک مضمون میں ان مسائل کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی ہے۔ یہ مضمون نومبر ۱۹۵۷ء میں لکھا گیا تھا جب کہ پاکستان کو قائم ہوئے دس سال ہو چکے تھے۔ خلیفہ صاحب کے پیشِ نظر ابتدائی دس سال کے حالات تھے اور انھوں نے ان کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے خیالات قلم بند کیے تھے۔ اس وقت ملک کے حالات روز بروز بگڑتے جا رہے تھے، اور جب خرابیاں انتہا کو پہنچ گئیں تو آخر کار اکتوبر ۱۹۵۸ء میں انقلاب آیا اور ملک میں اصلاح و ترقی کا دور دورہ ہوا۔ خلیفہ صاحب نے یہ مضمون بہت عجلت میں لکھا تھا اور اس پر نظرِ ثانی کرنا چاہتے تھے اس لیے اس وقت شائع نہ ہو سکا تھا۔ اب ان کے مسودات میں یہ مضمون بھی ملا ہے اور پیشِ نظر